AL-HAYAT Research Journal

Volume 3 Issue 4 (July-Sep 2026)

HJRS HEC Journal Recognition System Category Y

ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759

غلام احمد پرویز کا تصورِ صلوٰۃ (نماز): مفہوم القرآن کے تناظر میں ایک علمی و تنقیدی مطالعہ

A Scholarly and Critical Study of Ghulam Ahmad Parwez's Concept of Ṣalāh (Prayer) in the Light of *Mafhūm al-Qur'an*

Waqas Ur Rehman

PhD scholar qurtuba university Peshawar , wrehman652@gmail.com

Dr.muhammad Fawad

Lecturer cadet college Mohmand, fawadmohammad88@.gmail.com

Umar hayat

Lecturer cadet college mohmand , 0hayat06@gmail.com

Abstract

The concept of Ṣalāh (prayer) occupies a central position in Islamic theology and practice, being established through the Qur'an, the Prophetic Sunnah, and the continuous practice of the Muslim community. In modern Islamic thought, however, Ghulam Ahmad Parwez proposed a distinctive interpretation that departs from the classical understanding of Ṣalāh. In his Qur'anic commentary, *Mafhūm al-Qur'an*, he argues that Ṣalāh primarily denotes the establishment of a socio-political order based on Divine guidance (*Niẓām al-Rubūbiyyah*) rather than a prescribed ritual act of worship. This interpretive approach also extends to related Qur'anic concepts, including *Iqāmat al-Ṣalāh*, *Rukūʿ*, *Sujūd*, *Qiyām*, and *Muṣallī*, which he understands in a symbolic and collective sense.

This study critically examines Parwez's conception of Ṣalāh through a qualitative, analytical, and comparative methodology. It analyzes his arguments as presented in *Mafhūm al-Qur'an* and evaluates them in light of relevant Qur'anic verses, authentic Prophetic traditions (Aḥādīth), the practice and understanding of the Companions, and the interpretations of classical Muslim exegetes and jurists.

The study demonstrates that Parwez's interpretation represents a significant departure from the dominant Sunni scholarly tradition. His approach relies primarily on linguistic possibilities and an internal interpretation of the Qur'an while assigning limited interpretive authority to the Sunnah, the consensus of Muslim scholars (*Ijmāʿ*), and the uninterrupted practical transmission of Ṣalāh. The textual and historical evidence examined in this study indicates that Ṣalāh in Islamic law and theology refers to a prescribed ritual act of worship with defined times, conditions, pillars, and modes of performance. Although the social, moral, and civilizational dimensions of Ṣalāh are undeniable, interpreting it primarily as a socio-political system is not supported by the cumulative evidence of the Qur'an, the Sunnah, and the classical Islamic scholarly tradition.

CC BY

تمہید

اسلام کی بنیادی عبادات میں سے ایک بہت اہم بدنی عبادت صلوۃ (نماز) ہے جو اپنی شرائط وارکان، خاص ہیئت اور مخصوص اوقات میں قرآن کریم کی بہت سے آیات، آپ ﷺ کی سنت متواترہ، صحابہ کرام کے آثار اورامت کے تواتر عملی سے ثابت ہے۔ دور حاضر میں بعض جدت پسند مفکرین نے جس میں غلام احمد پرویز کا نام سب سے نمایاں ہے صلوۃ کے معنی مرادی میں جمہور امت سے ہٹ کر ایک الگ موقف اختیار کیا ہے۔ انہوں نے اپنی تفسیر "مفہوم القرآن" میں صلوۃ کو ایک خاص انفرادی عبادت کے بجائے ایک ایسے معاشرے کی تشکیل قرار دیا ہے جس میں اللہ تعالی کے قوانین اور اس کے نظام ربوبیت کا نفاذ ہو۔ اسی بنا پر انہوں نے قرآن کریم میں وارد الفاظ مثلا، اقامت صلوۃ، رکوع، سجود، قیام، مصلی وغیرہ جیسے الفاظ کی بھی ایسی تشریحات پیش کی ہیں جو کہ قرآن وسنت کے یکسر خلاف ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ قرآن وسنت اور فہم سلف کی روشنی میں اس کی رائے کا تجزیہ کرکے ان کی حقیقت کو واضح کی جائے۔

تعارفِ موضوع

غلام احمد پرویز نے اپنی تفسیر "مفہوم القرآن" میں لفظ "صلوۃ" کی تعبیر ایسے انداز میں پیش کی ہے۔ جو نصوص مسلمہ سے بالکل مختلف ہے۔ ان کے نزدیک قرآن کریم میں صلوۃ کا لفظ کسی انفرادی بدنی عبادت کے لیے استعمال نہیں ہوا۔ بلکہ اس سے مراد ایک ایسے اسلامی معاشرے کا قیام ہے۔ جہاں پر لوگ قوانین خداوندی کے سائے میں اپنی زندگی آسانی سے گزار سکیں۔ زیر نظر تحقیق میں غلام احمد پرویز کے تصور صلوۃ کے حوالہ سے دلائل کا تجزیہ کیا جائے گا۔ اور قرآن کریم، احادیث مبارکہ، تعامل صحابہ اور جمہور امت کی آراء کی روشنی میں اس کی تعبیرات کا تنقیدی جائزہ لیا جائے گا۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ ان کی تعبیرات کی علمی حیثیت کیا ہے اور یہ کہ وہ جمہور امت کے موقف سے کتنا ہم آہنگ ہے؟

صلوۃ کا لفظی معنی

لغت میں صلاۃ متعدد معانی کے لیے استعمال ہوتی ہے مثلا، دعا، استغفار، رحمت، اور تعظیم وغیرہ

شریعت اسلامیہ میں صلاۃ کا تصور

شریعت اسلامی کی نظر میں صلاۃ اس قولی وفعلی عبادت کا نام ہے۔ جو مخصوص اوقات میں اپنی شرائط وارکان کے ساتھ ایک خاص ہیئت (قیام، رکوع، سجدہ، قعدہ وغیرہ) کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔ اس کی ابتدا تکبیر تحریمہ اور اس کا اختتام سلام پر ہوتا ہے۔

قرآن کریم کی روشنی میں صلاۃ (نماز) کا تصور

سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالی ہے۔(1).

و اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔ [1]

اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو (آسان ترجمہ قرآن: مفتی تقی عثمانی)

۔ سورۃ ھود میں ارشاد باری تعالی ہے۔(2)

CC BY

وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیۡلِ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡهِبۡنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكۡرٰی لِلذّٰكِرِیۡنَ۔[2]

اور (اے پیغمبر!) دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم کرو۔ یقیناً نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں

احادیث مبارکی روشنی میں صلوۃ کا تصور

صحیح البخاری میں روایت ہے۔

عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ مَالِكِ بْنِ الحُوَيْرِثِ، قَالَ: أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ، فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً، فَظَنَّ أَنَّا اشْتَقْنَا أَهْلَنَا، وَسَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا فِي أَهْلِنَا، فَأَخْبَرْنَاهُ، وَكَانَ رَفِيقًا رَحِيمًا، فَقَالَ: «ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ، فَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ، وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي، وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلاَةُ، فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُم[3]

ابو سلیمان مالک بن حویرث سے روایت ہے کہ ہم آپ ﷺ کے پاس آئیں۔ ہم قریب قریب ایک ہی عمر کے نوجوان تھے۔ ہم نے ان کے پاس بیس راتیں گزاریں۔ تو ہمیں اپنے اہل وعیال کی یاد ستانے لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اہل وعیال کے بارے میں پوچھا۔ ہم نے بتلایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت مہربان اور شفیق تھے۔ فرمایا تم اپنے اہل وعیال کے پاس لوٹ جاؤ۔ پس انہیں نماز کی تعلیم دو اور اس کا حکم کرو۔ اور نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوا دیکھا ہے۔ جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک اذان دے۔ اور بڑا آپ میں سے نماز کی امامت کیا کریں۔

اسی طرح صحیح البخاری میں دوسری روایت ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو هُوَ ابْنُ الحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ صَلاَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالهَاجِرَةِ، وَالعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَالمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ، وَالعِشَاءَ إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ، وَإِذَا قَلُّوا أَخَّرَ، وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ۔[4]

محمد بن عمرو جو کہ (حسن بن علی) کا بیٹا ہے فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے جابر بن عبداللہؓ سے آپ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ دوپہر کے شدید گرمی کے وقت ظہر کی نماز پڑھتے تھے اور عصر جب سورج ابھی تیز ہوتا تھا اور مغرب کی نماز جب اس کا وقت ہو جاتا اور عشاء کی نماز جب لوگ زیادہ ہوتے تو جلدی ادا کرتے اور جب کم ہوتے تو تاخیر کے ساتھ پڑھتے اور فجر کی نماز اندھیرے میں ادا کرتے۔

مزید براں صحیح البخاری کی ایک روایت میں ہے۔

حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّأْسِ، يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ وَلاَ يُفْقَهُ مَا يَقُولُ، حَتَّى دَنَا، فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الإِسْلاَمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي اليَوْمِ وَاللَّيْلَةِ». فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: «لاَ، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ۔[5]

مالک بن انس اپنے چچا ابو سہیل بن مالک سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے طلحہ بن عبید اللہ سے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ کہ اہل نجد میں سے ایک آدمی پراگندہ بال آپ ﷺ کی خدمت میں تشریف لے آئے۔ اس کی آواز سنائی دیتی تھی مگر سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ جب قریب ہوا تو پتہ چلا کہ وہ اسلام کے متعلق پوچھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہے انہوں نے کہا اس کے علاوہ کوئی فرض ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں البتہ بطور نفل پڑھ سکتے ہو۔

CC BY

آثار صحابہ کی روشنی میں (صلوۃ) کا تصور

صحیح البخاری میں حضرت انسؓ سے منقول ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنِّي لاَ آلُو أَنْ أُصَلِّيَ بِكُمْ، كَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِنَا – قَالَ ثَابِتٌ: كَانَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَصْنَعُ شَيْئًا لَمْ أَرَكُمْ تَصْنَعُونَهُ – "كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَامَ حَتَّى يَقُولَ القَائِلُ: قَدْ نَسِيَ، وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتَّى يَقُولَ القَائِلُ: قَدْ نَسِيَ [6]۔

انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں تم لوگوں کو بغیر کمی بیشی کے وہ نماز پڑھاتا ہوں جس طرح میں نے آپ ﷺ کو ہمیں نماز پڑھاتے ہوا دیکھا ہے۔ ثابت کہتے ہیں کہ انسؓ بن مالک وہ عمل کرتے تھے جو میں تم لوگوں کو کرتے ہوئے نہیں دیکھتا۔ جب وہ رکوع سے سر اٹھاتے تو اتنی دیر کھڑے رہتے کہ کہنے والا (دل میں) کہتا کہ وہ بھول گئے ہیں۔ اور دونوں سجدوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھتے کہ کہنے والا کہتا کہ وہ (سجدہ) بھول گئے ہیں۔

2. سنن ابی داؤد میں ابو ہریرۃؓ سے متعلق منقول ہے۔

عَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: صَلَّى بِنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ، وَفِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ: إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ، قَالَ: فَأَدْرَكْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ حِينَ انْصَرَفَ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُورَتَيْنِ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوفَةِ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ، «فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ [7]۔

ابن ابورافع سے مروی ہے کہ ابو ہریرۃؓ نے ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی انہوں نے پہلی رکعت میں سورۃ الجمعۃ اور دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون کی تلاوت فرمائی ۔ابورافع کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرۃؓ سے پوچھا جب وہ نماز پڑھ کر واپس ہونے لگے کہ آپ نے جن دو سورتوں کی تلاوت فرمائی یہی سورتیں حضرت علیؓ بھی کوفہ میں پڑھا کرتے تھے۔ ابو ہریرۃؓ فرمانے لگے میں نے آپ ﷺ کو جمعہ کے دن ان دو سورتوں کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تھا۔

مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ، احادیثِ مبارکہ اور آثارِ صحابہ سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچتی ہے کہ نماز ایک بدنی عبادت ہے، جو اپنی مخصوص شرائط اور ہیئت کے مطابق مقررہ اوقات میں ادا کی جاتی ہے

غلام احمد پرویز کے ہاں صلوۃ کا تصور

غلام احمد پرویز نے اپنی تفسیر مفہوم القرآن میں قرآن کریم کے لفظ صلوٰۃ کو مختلف معانی میں استعمال کیا ہے۔ یہاں اس کی چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔

(1) صلوٰۃ سے مراد (نظامِ ربوبیت)

(ا) سورۃ البقرۃ کی آیت " وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ "[8]

اور نماز قائم کرتے ہیں (آسان ترجمہ قرآن: مفتی تقی عثمانی)

غلام احمد پرویز اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

اس مقصد کے لیے یہ لوگ اس نظام کو قائم کرتے ہیں جس میں تمام افراد قوانین خداوندی کا اتباع کرتے ہیں۔[9]

آیت کریمہ کے سیاق وسباق کی روشنی میں صلوۃ سے مراد نماز ہی ہے۔اگر صلوۃ سے مراد نظام ربوبیت ہو،جیسا کہ غلام احمد پرویز کی رائے ہے تو پھر اس کے بعد انفاق مال کا ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ وہ نظام ربوبیت میں خود بخود شامل ہے لہذا اس کو الگ سے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

(۱۱)۔سورۃ ابراہیم میں ارشاد باری تعالی ہے۔"رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ"۔[10]

یارب!مجھے بھی نماز قائم کرنے والا بنادیجئے،اور میری اولاد میں سے بھی(ایسے لوگ پیدا فرمایئے جو نماز قائم کریں)

غلام احمد پرویز اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں۔

اس دعا کو کہ وہ مجھے اور میری اولاد کو اس قابل بنادے کہ ہمارے ہاتھوں نظام صلوۃ قائم ہو جائے۔[11]

آیت کریمہ میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا اپنی ذات اور اپنی نیک اولاد کے لیے ہونا واضح ہے۔دعا میں خانہ کعبہ کی تعمیر کا ذکر بھی یا سی بدنی عبادت نماز کی طرف اشارہ ہے۔جو خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے ادا کی جاتی ہے۔لہذا اس سے نظام ربوبیت مراد لینا اس دعا کی معنویت کو ختم کرنے کے مترادف ہے۔

(۱۱۱)۔سورۃ لقمان کی آیت"یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ "۔[12]بیٹا!نماز قائم کرو۔

غلام احمد پرویز اس آیت کے متعلق کچھ یوں لکھتے ہیں۔

لقمن نے اپنے بیٹے سے یہ بھی کہا کہ تم نظام صلوۃ کو قائم کرو۔[13]

یہاں بھی سیاق وسباق کو دیکھنے سے لقمن کا اپنے بیٹے کو نصیحت نماز ہی کے متعلق معلوم ہوتی ہے جو ایک انفرادی عبادت ہے۔جیسا کہ آیت کے آگے پیچھے سب انفرادی عبادات کے متعلق تذکرہ ہے۔جیسا کہ شرک نہ کرنا،والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا،نیکی کا حکم کرنا،برائی سے روکنا،صبر کرنا وغیرہ۔لہذا یہاں پر صلوۃ سے نظام ربوبیت مراد لینا آیت کے سیاق وسباق کے خلاف ہے۔

(1v)سورۃ المدثر کی آیت ہے"قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ"۔[14]

وہ کہیں گے کہ:ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔

غلام احمد پرویز اپنی تفسیر "مفہوم القرآن" میں یہاں لکھتے ہیں

وہ کہیں گے کہ ہمارا جرم یہ تھا کہ ہم ان لوگوں میں شامل نہ ہوئے جنہوں نے نظام صلوۃ قائم کیا۔[15]

یہاں پر صلوۃ سے نظام ربوبیت مراد لینا آیت کریمہ کے سیاق کے خلاف ہے۔کہ یہاں پر اگر صلوۃ سے نظام صلوۃ مراد لیا جائے تو اس کے بعد آنے والی آیت "ولم نک نطعم المسکین "تو پہلے سے اس آیت میں شامل ہے کہ نظام ربوبیت اپنی جامعیت کی وجہ سے مساکین کو کھانا کھلانے کے انتظام پ کو بھی شامل ہے تو پھر اس کا الگ سے ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

(2)صلوۃ سے مراد(قوانین خداوندی)

CC BY

(۱)۔سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالی ہے۔

"حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ"۔[16]

تمام نمازوں کا پورا پورا خیال رکھو، اور (خاص طور پر) بیچ کے نماز کا اور اللہ کے سامنے باادب فرماں بردار بن کر کھڑے ہوا کرو۔

غلام احمد پرویز اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

یہ ہیں (عائلی زندگی کے سلسلہ میں) تمہارے فرائض منصبی جن کی محافظت ضروری ہے لیکن تمہارا مرکزی فریضہ جس کی محافظت اشد ضروری ہے یہ ہے کہ تم زندگی کے ہر گوشے میں ہمیشہ قوانین خداوندی کی اطاعت میں کمربستہ کھڑے رہو۔[17]

یہاں پر صلوات کی حفاظت خصوصا "صلوۃ وسطی" کی تخصیص سے یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے کہ یہاں پر معروف خصوصی بدنی اطاعت نماز مراد ہے نہ کہ عمومی اطاعت الہی۔

(2)۔سورۃ النساء کی آیت ہے "اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا"[18]

بے شک نماز مسلمانوں کے ذمے ایک ایسا فریضہ ہے جو وقت کا پابند ہے۔

غلام احمد پرویز اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

جب تم اس طرح صلوۃ ختم کر چکو تو یہ نہ سمجھ لو کہ تم فریضہ خداوندی سے سبکدوش ہو گئے صلوہ تو تمہاری ساری زندگی کو محیط ہے جو کچھ تم نے اس وقت کیا ہے وہ موقت اجتماع میں شرکت ہے جو کلی صلوۃ کا ایک جزو ہے اس لئے تم اس کے بعد اٹھتے، بھیٹتے، لیٹے ہر وقت اور ہر حال میں قانون خداوندی کو اپنے سامنے رکھو۔[19]

یہاں پر نماز کو وقت کے ساتھ خاص کر کے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ ایک ایسی عبادت ہے جو ایک خاص وقت میں ادا کی جاتی ہے۔لہذا اس سے عام اطاعت مراد لینا جمہور مفسرین کی رائے کے خلاف ہے۔

(3)۔ سورۃ المومنون کی آیت میں ارشاد باری تعالی ہے۔

"الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ"۔[20] جو اپنی نماز میں دل سے جھکنے والے ہیں۔

غلام احمد پرویز اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں۔

اور پھر دل کے پورے جھکاؤ کے ساتھ اس قانون کے پیچھے پیچھے چلتے رہے یعنی اس کی رو سے جو فرائض ان پر عائد ہوتے ہیں انہیں بطیب خاطر سرانجام دیتے رہے۔[21]

آیت کریمہ میں نماز کے اندر خشوع کا تذکرہ ہے جو کہ انسان کے باطنی اور قلبی کیفیت کا نام ہے۔اور یہی کیفیت نماز میں مطلوب ہوتی ہے۔لہذا اس سے باطنی کیفیت کی بجائے قوانین خداوندی کی ظاہری اطاعت مراد لینا بالکل لغت، اور سلف صالحین کے فہم کے خلاف ہے۔

(4)۔سورۃ الاعلی کی آیت میں ارشاد ہے۔وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى[22]

CC BY

اور اپنے پروردگار کا نام لیا، اور نماز پڑھی

غلام احمد پرویز اس آیت کے متعلق رقم طراز ہیں۔

اور ذات کی نشو نما اس کی ہوتی ہے جو خدا کی صفت ربوبیت کو عملا متشکل کرتا اور زندگی کے ہر گوشے میں اس کے قانون کے پیچھے پیچھے چلتا ہے۔[23]

یہاں ہر "ذکر" کے بعد صلوۃ کا الگ اور مستقل ذکر کرکے اس کی مستقل انفرادی عبادت ہونے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔لہذا صلوۃ سے عمومی اطاعت مراد لینا آیت کے سباق کے یکسر خلاف ہے۔

(5)۔سورۃ العلق کی آیت ہے " اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى"۔[24]

بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ایک بندے کو منع کرتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے؟

غلام احمد پرویز اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

کیا تو نے اس پر بھی غور کیا ہے کہ جو انسان وحی سے سرکشی اختیار کرلیتا ہے اس کی کیفیت کیا ہو جاتی ہے وہ نہ صرف خود قوانین خداوندی سے بے راہ روی اختیار کرتا ہے بلکہ جو شخص ان قوانین کے پیچھے چلتا ہے اس کے راستے میں سنگ گراں بن کر حائل ہو جاتا ہے۔[25]

آیت کے سیاق اور شان نزول کی روشنی میں اس سے مراد آپ ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔جس کو مخالفین نماز پڑھنے سے روکا کرتے تھیں۔لہذا یہاں پر صلوۃ سے عمومی قوانین خداوندی مراد لینا، آیت کے سیاق، شان نزول اور جمہور امت کی تفاسیر سے موافقت نہیں رکھتا۔

(3)صلوۃ کا معنی (سیدھا راستہ)

سورۃ القیامۃ کی آیت میں ارشاد باری تعالی ہے "فَلَا صَدَّقَ وَ لَا صَلّٰى"۔[26]

اس کے باوجود انسان نے نہ مانا، اور نہ نماز پڑھی

غلام احمد پرویز اس آیت کے متعلق لکھتے ہیں

ان حقائق کی روشنی میں تم اس شخص سے کہو جو ہمارے قانون مکافات کی تصدیق نہیں کرتا اور سیدھے راستے پر نہیں چلتا۔[27]

یہاں پر "صلی" سے بدنی عبادت نماز کی بجائے "سیدھا راستہ" مراد لینا لغت عرب، اور سنت متوارثہ کے خلاف ہے۔

(4)رکوع، سجود کی تعبیر

ا)سورۃ الحج کی آیت میں ارشاد ہے۔"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"۔[28]

اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو، اور اپنے پروردگار کی بندگی کرو، اور بھلائی کے کام کرو، تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو۔

CC BY

غلام احمد پرویز اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

"اے ایمان والو! تم اس خدا کی عبودیت و محکومیت اختیار کرو۔ اس کے قوانین کے سامنے جھکو اور ان کو پوری پوری اطاعت کرو"۔[29]

یہاں پر رکوع، سجود سے نماز کے عملی ارکان کے بر خلاف مطلق اطاعت مراد لینا جمہور مفسرین اور ان تمام احادیث صحیحہ کے خلاف ہیں جس میں رکوع، سجود کو نماز کے لیے ارکان قرار دیئے گئے ہیں۔ نیز آگے "اعبدوا" کا لفظ بھی مطلق اطاعت پر دال ہے۔ لہذا پھر رکوع، سجود سے بھی عام اطاعت مراد لینا تکرار مضمون ہے۔ جو کہ ایک بلیغ ذات کے کلام کے شایان شان نہیں۔

(2) سورۃ الفتح میں ارشاد خداوندی ہے۔ "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا"۔[30]

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے لئے رحم دل ہیں۔ تم انہیں دیکھو گے کہ کبھی رکوع میں ہیں، کبھی سجدے میں۔

غلام احمد پرویز اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

تو انہیں دیکھتا ہے کہ وہ کس طرح ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے کے لئے جھک جاتے ہیں اور قوانین خداوندی کے سامنے پیکر تسلیم و رضا بن جاتے ہیں۔[31]

یہاں پر بھی رکوع، سجود سے عام اطاعت مراد لینا آیت کریمہ کے سیاق "سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود" سے کوئی موافقت نہیں رکھتا کہ جس میں رکوع و سجود کے مشہور اور متداول معنی ہی کا تعیین ہوتا ہے۔

(3)۔ سورۃ الفرقان کی آیت ہے "وَ الَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا"۔[32]

اور جو راتیں اس طرح گذارتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے آگے کبھی سجدے میں ہوتے ہیں اور کبھی قیام میں۔

غلام احمد پرویز اس آیت کے متعلق لکھتے ہیں

یہ لوگ دن کے ہنگاموں سے فارغ ہو کر راتوں کی تنہائیوں میں یہ سوچتے رہتے ہیں کہ ہمیں نظام خداوندی کے قیام کے سلسلہ میں کہاں کہاں جھکنا چاہئیے اور کہاں کہاں اٹھنا۔[33]

یہاں پر رکوع و سجود کا مشہور و رائج مطلب چھوڑ کر ایک غیر رائج مطلب نکالنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کیونکہ سیاق آیت "وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا" بھی اس پر دلالت کر رہا ہے کہ یہاں پر رکوع، وسجوع سے نماز والا رکوع و سجود مراد ہے کیونکہ یہاں پر آیت کریمہ میں جو الفاظ ہیں وہ دعا کے ہے اور دعا اور نماز کے آپس میں مناسبت کا ہونا کسی پر پوشیدہ نہیں۔

(5) صلوۃ کا معنی (دعا)

(۱) سورۃ ال عمران کی آیت میں ارشاد باری تعالی ہے۔ "فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ هُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ"۔[34]

چنانچہ (ایک دن) جب زکریا عبادت میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، فرشتوں نے انہیں آواز دی

غلام احمد پرویز اس کے متعلق رقمطراز ہے

"وہ ابھی قربانگاہ میں کھڑا ہوا محو دعا تھا[35]"۔

یہاں پر "یصلی " سے دعا مراد لینا سنت نبوی ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے تعامل کے خلاف کے ساتھ ساتھ آیت کریمہ کے سیاق کے بھی خلاف ہے کہ وہاں پر "فی المحراب "کالفظ بھی اس معروف نماز کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

(6)صلوۃ سے مراد(اجتماع)

(ا)۔سورۃ الجمعۃ میں ارشاد باری تعالی ہے۔

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ "۔[36]

اے ایمان والوں!جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو،اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو

غلام احمد پرویز اس کے متعلق لکھتے ہیں

اے جماعت مومنین تم کہیں ایسا نہ کرنا اپنی جماعتی زندگی کو زندہ وپائندہ رکھنا کہ یہی دین کا تقاضہ ہے اس کے لیے مثلا جب تمہیں ملی اجتماع صلوۃ کے لئے آواز دی جائے تو سب کام کاج چھوڑ کر اس کی طرف لپک کر آجایا کرو تا کہ تم اپنے کانوں سے سن لو کہ وہ قوانین خداوندی کیا ہیں جن کے لئے تمہیں بلایا گیا ہے۔اور جن کے مطابق تمہیں کام کرنا ہے۔[37]

یہاں پر صلوۃ سے نماز کی بجائے ملی اجتماع مراد لینا لغت عرب کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ جمہور کی مستند تفاسیر کے ساتھ بھی کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔جمہور امت کی تمام مستند مفسرین نے یہاں آیت کریمہ میں "صلوۃ الجمعۃ" سے جمعہ کی نماز ہی مراد لی ہے۔علاوہ ازیں صلوۃ،ذکر اللہ،جیسے الفاظ بھی جمہور کی رائے کی تائید کرتے ہیں ،جب کہ غلام احمد پرویز کے تفسیری رائے پر یہاں پر کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔

(2)۔سورۃ النساء کی آیت ہے

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا"۔[38]

اے ایمان والوں!جب تم نشے کی حالت میں ہو تو اس وقت تک نماز کے قریب بھی نہ جانا جب تک تم جو کچھ کہہ رہے ہو اسے سمجھنے نہ لگو۔اور جنابت کی حالت میں بھی جب تک غسل نہ کرلو(نماز جائز نہیں)

غلام احمد پرویز اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

جب تم ہوش کی حالت میں نہ ہو یعنی تمہیں معلوم نہ ہو کہ کیا کہہ رہے ہو خواہ اس کی وجہ کوئی بھی ہو تو اجتماع صلوۃ میں شریک نہ ہو اس صلوۃ سے فائدہ کیا جس میں تم سمجھو ہی نہیں کہ کیا کہہ رہے ہو۔جب تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کئے بغیر اس اجتماع میں شریک نہ ہو البتہ ایسی حالت میں اگر تمہیں اس اجتماع سے یونہی گذرنا پڑے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں[39]۔

CC BY

نماز کی حد تک تو یہ بات سمجھ میں آتی ہیں کہ چونکہ نماز اللہ تعالی سامنے کھڑے ہونے کا نام ہے لہذا اس مقام کے تقدس کا تقاضہ ہے کہ انسان پاکی کے حالت میں ہو اور نشہ میں نہ ہو تا کہ انجانے میں ایسی باتیں زبان سے نہ نکالیں جو اللہ تعالی کے حضور میں مناسب نہ ہو ۔علاوہ ازیں کسی اجتماع میں شرکت کے واسطے طہارت اور نشہ میں نہ ہونے کا کیا مطلب؟ پھر یہ بات کہ اگر ویسے گزرنا پڑھے تو پھر طہارت کے بھی ضرورت نہیں۔تو کیا ویسے گزرنے سے اجتماع میں شرکت متصور نہیں ہوتا؟اور کیا اجتماع میں شرکت کے لیے وہاں پر کھڑا ہونا ضروری ہے؟

(۳)۔سورۃ ھود میں ارشاد خداوندی ہے۔

" وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيۡلِ "۔[40]

اور (اے پیغمبر!) دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم کرو۔

غلام احمد پرویز اس کے متعلق لکھتے ہیں

اس مقصد کے لیے ضروری ہے کہ تم اجتماعات صلوۃ کا نہایت پابندی سے اہتمام کرتے رہو صبح وشام رات گئے اس سے معاشرہ کی تشکیل صحیح متوازن خطوط پر ہو جائیگی [41]۔

یہاں پر انفرادی واجتماعی نماز کے اوقات مراد ہیں لہذا یہاں پر صلوۃ سے اجتماعات مراد لینا جمہور مفسرین، احادیث مبارکہ، اور تعامل صحابہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے کوئی قابل اعتنا نہیں۔

(7).صلوٰۃ کا مقصد

(1).سورۃ الماعون کی آیات میں ارشاد خداوندی ہے "فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَ۔ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ"۔[42]

پھر بڑی خرابی ہے ان نماز پڑھنے والوں کی جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں۔

غلام احمد پرویز اس کے متعلق لکھتے ہیں
"انہیں اس کا پتہ ہی نہیں کہ صلوۃ کا مقصد کیا ہے؟
اس کا مقصد تھا ایک ایسے معاشرہ کا قیام جس میں تمام افراد قوانین خداوندی کا اتباع کریں اور عالمگیر انسانیت کو سامان نشوونما بہم پہنچتا رہے یہ اس کی غرض وغایت سے تو غافل رہتے ہیں اور اسکے محسوس ارکان (قیام، رکوع، سجود وغیرہ) کی ادائیگی کے بعد سمجھ لیتے ہیں کہ ہم فریضہ خداوندی سے سبکدوش ہو گئے"۔[43]

سیاق آیت "الذین هم یراؤن " کے روشنی میں نماز کے اندر کوتاہی مراد ہے۔اور اس میں ان لوگوں کے لیے وعید ہے۔جو نماز کے اوقات، اور خشوع وخضوع وغیرہ کا خیال نہیں رکھتے۔اور لوگوں کو دکھلانے کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔نہ کہ یہاں پر نماز کے معاشرتی نتائج کا بیان ہے۔اگرچہ نماز کا معاشرہ پر اثر ہونا مسلم ہے، لیکن یہاں پر وہ مراد نہیں۔

CC BY

خلاصۂ بحث

تحقیق ہذا میں قرآنِ مجید کی متعدد آیات، احادیثِ صحیحہ، صحابہ کرامؓ کے آثار، اور امت کے عملی تواتر سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صلوٰۃ ایک مخصوص بدنی عبادت کا نام ہے، جس کے اوقات، ارکان، شرائط اور طریقۂ ادائیگی شریعت نے متعین کیا ہے۔

علاوہ ازیں غلام احمد پرویز کے تصورِ صلوٰۃ کا ان کی تفسیر "مفہوم القرآن" کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے۔ تحقیق سے واضح ہوا ہے کہ غلام احمد پرویز نے لفظ "صلوٰۃ" کی ایسی تعبیر اختیار کی ہے جو لغت عرب، جمہور مفسرین، اور امت کے عملی توارث سے نمایاں طور پر مختلف ہے۔ ان کے نزدیک صلوٰۃ محض مخصوص عبادت (نماز) کا نام نہیں، بلکہ وہ ایک ایسے اجتماعی نظام کے قیام سے عبارت ہے جو قوانینِ الٰہی کے نفاذ، عدلِ اجتماعی اور انسانی نشوونما پر مبنی ہو۔ اسی تصور کی بنیاد پر انہوں نے قرآنِ مجید میں وارد رکوع، سجود، قیام، مصلی، اقامتِ صلوٰۃ اور دیگر متعلقہ الفاظ کو بھی اسی اجتماعی نظام کے علامتی تعبیریں قرار دیئے ہیں

تحقیق سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ غلام احمد پرویز نے صلوٰۃ کو اس کے شرعی اور عبادتی مفہوم سے ہٹا کر محض "نظامِ ربوبیت" یا "اجتماعی نظام" کے معنی میں محدود کر دینا قرآن، وسنت اور جمہور امت کی تعبیرات سے یکسر مختلف ہیں۔ نیز انہوں نے اس مسئلہ میں قرآن وسنت اور امت کے عملی توارث کو اس مقام سے نہیں نوازا جس کے وہ لائق ہے

نتائج

1. غلام احمد پرویز کے ہاں صلوٰۃ کا بنیادی مفہوم ایک اجتماعی نظام کا قیام ہے، نہ کہ صرف معروف ایک انفرادی عبادت۔
2. انہوں نے قرآنِ مجید میں وارد الفاظ جیسا کہ صلوٰۃ، اقامتِ صلوٰۃ، رکوع، سجود، قیام اور دیگر متعلقہ الفاظ کو اس اجتماعی نظام کے قیام کی مختلف علامتی تعبیرات قرار دیا ہے
3. مذکورہ الفاظ کے متعلق ان کی تعبیرات جمہور مفسرین، محدثین اور فقہاء کے متفقہ فہم سے نمایاں طور پر مختلف ہیں۔
4. تحقیق سے معلوم ہوا کہ ان کی تفسیر میں لغوی استدلال کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے، جبکہ سنتِ نبوی ﷺ، تعاملِ صحابہؓ اور اجماعِ امت کو ثانوی حیثیت حاصل ہے۔
5. تحقیق کے دوران قرآن وسنت وآثار کے مجموعی مطالعے سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ ایک مقررہ عبادت ہے جس کی عملی صورت رسول اللہ ﷺ نے امت کو سکھائی اور امت نے اسے تواترِ عملی کے ساتھ محفوظ رکھا ہے۔

سفارشات

1. قرآنِ مجید کی تفسیر میں آیات کے لغوی مفہوم کے ساتھ ساتھ سنتِ نبوی ﷺ، تعاملِ صحابہؓ اور جمہور مفسرین کی آراء کو بھی بنیادی ماخذ کے طور پر پیشِ نظر رکھا جائے۔
2. جدید تفسیری رجحانات کا مطالعہ علمی دیانت اور تحقیقی توازن کے ساتھ کیا جائے تاکہ ان کے مثبت اور منفی دونوں پہلو واضح ہو سکیں۔
3. جامعات اور تحقیقی اداروں میں غلام احمد پرویز اور دیگر جدید مفکرین کے افکار پر تقابلی وتنقیدی تحقیقات کی حوصلہ افزائی کی جائے۔
4. صلوٰۃ کے عبادتی، روحانی، اخلاقی اور اجتماعی پہلوؤں پر جامع تحقیقی مطالعات کیے جائیں تاکہ اس عبادت کی ہمہ گیر حکمت کو بہتر انداز میں سمجھا جا سکے۔

CC BY

5. جدید دینی تعبیرات کا جائزہ لیتے وقت انہیں قرآن، سنت، اجماع اور امت کے علمی تعامل کی روشنی میں پرکھنے کی روایت کو فروغ دیا جائے، تاکہ تحقیق علمی معیار اور اعتدال کے ساتھ آگے بڑھ سکے۔

مصادر و مراجع

---

[1] ۔سورۃ البقرۃ آیت، ۴۳۔

[2] ۔سورۃ ھود: آیت، ۱۱۴۔

[3] ۔محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، (مطن: دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)، حدیث نمبر، ۶۰۰۸، جلد، ۸، ص، ۹۔

[4] ۔محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، (مطن: دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)، حدیث نمبر: ۵۶۵، جلد، ۱، ص، ۱۱۷۔

[5] محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، (مطن: دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)، حدیث نمبر: ۴۶، جلد، ۱، ص، ۱۸۔

[6] ۔محمد بن اسماعیل البخاری (۲۵۶ھ)، صحیح البخاری، (مطن: دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)، حدیث نمبر: ۸۲۱، جلد، ۱، ص، ۱۶۴۔

[7] ۔ابو داؤد، سلیمان بن اشعث (۲۷۵ھ)، سنن ابی داؤد، (بیروت: المکتبۃ العصریہ، سطن)، حدیث نمبر: ۱۱۲۴، جلد، ۱، ص، ۲۹۳۔

[8] ۔سورۃ البقرۃ: آیت، ۰۳۔

[9] ۔غلام احمد پرویز، مفہوم القرآن، ص، ۰۲۔

[10] ۔سورۃ ابراہیم: آیت، ۴۰۔

[11] ۔غلام احمد پرویز، مفہوم القرآن، ص، ۵۷۶۔

[12] ۔سورۃ لقمن: آیت ۱۷۔

[13] ۔غلام احمد پرویز، مفہوم القرآن، ص، ۹۴۹۔

[14] ۔سورۃ المدثر: آیت، ۴۳۔

[15] غلام احمد پرویز، مفہوم القرآن، ص، ۱۳۸۴۔

[16] ۔سورۃ البقرہ: آیت ۲۳۸۔

[17] غلام احمد پرویز، مفہوم القرآن، ص، ۹۱۔

[18] ۔سورۃ النساء: آیت ۱۰۳۔

[19] ۔غلام احمد پرویز مفہوم القرآن، ص، ۲۱۳۔

[20] ۔سورۃ المؤمنین: آیت، ۰۲۔

[21] ۔غلام احمد پرویز، مفہوم القرآن، ص، ۷۷۳۔

[22] ۔سورۃ الاعلی: آیت، ۱۵۔

[23] ۔غلام احمد پرویز، مفہوم القرآن، ص، ۱۴۴۱۔

[24] ۔سورۃ العلق: آیت ۰۹، ۱۰۔

[25] ۔غلام احمد پرویز، مفہوم القرآن، ۱۴۶۶۔

[26] ۔سورۃ القیامۃ: آیت، ۳۱۔

[27] ۔غلام احمد پرویز، مفہوم القرآن، ص ۱۳۹۰۔

[28] ۔سورۃ الحج: آیت، ۷۷۔

CC BY

[29] ۔غلام احمد پرویز، مفہوم القرآن، ص۔۷۷۱۔

[30] ۔سورۃ الفتح: آیت ۲۹۔

[31] ۔غلام احمد پرویز، مفہوم القرآن، ص۔۱۲۰۳، ۱۲۰۲

[32] ۔سورۃ الفرقان: آیت، ۶۴۔

[33] ۔غلام احمد پرویز، مفہوم القرآن، ص۸۲۹۔

[34] ۔ال عمران: آیت، ۳۹۔

[35] ۔غلام احمد پرویز، مفہوم القرآن، ۱۲۷۔

[36] ۔سورۃ الجمعۃ: آیت، ۰۹۔

[37] ۔غلام احمد پرویز، مفہوم القرآن، ص، ۱۳۱۶۔

[38] ۔سورۃ النساء: آیت، ۴۳۔

[39] ۔غلام احمد پرویز، مفہوم القرآن، ص، ۱۹۲۔

[40] ۔سورۃ ھود: آیت، ۱۱۴۔

[41] ۔غلام احمد پرویز مفہوم القرآن، ص، ۵۱۷۔

[42] ۔سورۃ الماعون: آیت ۵، ۴۔

[43] ۔غلام احمد پرویز، مفہوم القرآن، ص، ۱۴۸۷۔